الاخوان المسلمون

تاریخ ـــ دعوت ـــ خدمات

(۴)

خلیل حامدی

گذشتہ صفحات میں ہم نے اخوان المسلمون کی تاریخ اور دعوت کا سرسری جائزہ لیا ہے تاکہ قارئین کو یہ اندازہ ہو سکے کہ جس تحریک کے ساتھ مسلسل جبر و تشدد کا سلوک برتا جا رہا ہے اور جسے دبانے کے لیے گولی اور پھانسی کے سوا کسی اور طریقے پر قناعت نہیں کی جا رہی ہے۔ اس تحریک کی تاریخ کس قدر بے داغ اور شفاف ہے اور اس نے کس طرح ہر ہر مرحلے پر اسلام سے بے لوث وابستگی، احیائے اسلام کی مخلصانہ تڑپ اور قوم و وطن کی محبت و خیر خواہی کا ثبوت دیا ہے۔ آئندہ صفحات میں ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اخوان کی تحریک نے مصری معاشرے پر کیا اثر ڈالا ہے اور مصری معاشرے کی ہمہ گیر اصلاح کے لیے کیا خدمات سرانجام دی ہیں۔

ہم آغاز ہی میں بتا چکے ہیں کہ اخوان المسلمون کی تاسیس ایسے دور میں ہوئی جب کہ ایک طرف عثمانی خلافت کی بساط لپٹ چکی تھی اور تورانی قومیت نے سر اٹھا لیا تھا اور دوسری طرف عرب قومیت جوابی نعرہ بن چکی تھی۔ لبنان کے عیسائی اداروں اور مصر کے ملاحدہ نے عرب قومیت کی آڑ میں مصر کے اندر الحاد اور فسق و فجور اور مغرب پرستی کو خوب فروغ دیا۔ اور بڑے بڑے مسلمان اہلِ علم اس رو میں بہ گئے، دارالعلوم قاہرہ کو اس زمانے میں فکری قیادت کا منصب حاصل تھا۔ اس دارالعلوم کا کلب جو حفنی ناصف بک کی سرپرستی میں قائم تھا اور جس کے ساتھ بڑے بڑے اہلِ علم وابستہ تھے کھلم کھلا سیاسۃ الباب المفتوح" (یعنی مصر کا دروازہ ہر نظریے اور ہر تہذیب کے لیے کھلا رکھنے کی پالیسی) کا علمبردار تھا۔ ادباء

اور اہلِ علم کی ایک جماعت مصر کو مشرق کے بجائے یورپ کا ایک حصہ سمجھتی تھی اور بحر احمر کے بجائے بحر متوسط سے اپنے تعلقات ملاتی تھی۔ موسیٰ سلامہ جیسے ژولیدہ فکر مفکرین تو یہاں تک کہتے تھے کہ "اہل مصر کے لیے عربی ادب کے بجائے جرمنی اور چین کا ادب قریب تر ہے"۔ صحافت کا یہ حال تھا کہ محب الدین الخطیب ۱۹۲۴ء میں مصری صحافت کا جائزہ لینے کے بعد یہ رائے قائم کرتے ہیں کہ "ہمارے ہاں کے مسلمان اخبار "ہالی وڈ" کے آرگن معلوم ہوتے ہیں"۔ تجارت پوری کی پوری یورپین ہاتھوں میں تھی۔ نہ صرف بڑے بڑے کارخانے اور کاروباری فرمیں یورپین لوگوں کے قبضہ میں تھیں بلکہ ہوٹل اور قہوہ خانے تک ان کی ملکیت میں تھے۔ ان یورپین تاجروں میں ایک لاکھ کے قریب صرف اطالوی تھے۔ مصری مفکرین نے ان غیر ملکی تاجروں سے نجات پانے کے لیے صرف اتنا کیا کہ بنک مصر کی بنیاد ڈال دی۔ یہ بنک طلعت حرب پاشا نے قائم کیا اور مصری سینماؤں اور تھیٹروں کو ترقی دے کر مصر کی اقتصادی خود مختاری کی تحریک چلائی۔ تعلیم کا اس سے بھی بدتر حال تھا۔ اس میدان میں غیر ملکیوں نے مکمل اجارہ داری قائم کر رکھی تھی۔

فکری انقلاب کے لیے کام ان حالات میں اخوان نے اپنی جامع اصلاحی تحریک کا آغاز کیا اور مصری معاشرے کی ہمہ پہلو اصلاح کا کام شروع کر دیا۔ ایک طرف انہوں نے تعلیم یافتہ طبقہ کو اپنی کوششوں کا مرکز بنایا اور دوسری طرف عمّال اور فلاحین کے طبقہ میں اپنی سرگرمیاں جاری کر دیں۔ اول الذکر طبقہ وطنیت، قومیت اور الحاد کے سیلاب میں تیزی سے بہا جا رہا تھا اور موخر الذکر بادشاہت اور استعمار کی چکی میں بری طرح پس رہا تھا اور اُسے زندگی اور اُس کے تقاضوں کا کوئی ہوش نہ رہا تھا۔

چنانچہ اخوان نے الحاد، دہریت، محدود وطنی قومیت اور مغرب پرستی کے خلاف آواز بلند کی۔ اخوان کے رہنماؤں نے اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ سے ان مفاسد پر تنقید کی اور ان کے نقصانات کو واضح کیا۔ دین اور دنیا کی تقسیم کے نعرہ کی حقیقت کو بے نقاب کیا، اور اسلام کو مکمل نظامِ زندگی کی حیثیت سے پیش کیا۔ مغربی تہذیب کے سیلاب کو روکا۔ اور اس کے بجائے اسلامی تہذیب کا ذوق پیدا کیا۔ تعلیم گاہیں مغربی تہذیب اور مغربی نظریات کی اشاعت و ترویج کا سب سے بڑا مرکز تھیں۔ اخوان نے ان کی طرف توجہ کی، طلبہ اور اساتذہ کے اندر دین کی روح پھونکی، اور فضول کاموں میں

وقت صرف کرنے کے بجائے انہیں جہاد کی تربیت دی۔ فوادالاول یونیورسٹی (موجودہ قاہرہ یونیورسٹی) مصر کی سب سے بڑی تعلیم گاہ شمار ہوتی ہے۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ اس یونیورسٹی میں اسلام کا مذاق اڑایا جاتا تھا مگر اخوان کی دعوت سے اس میں یہاں تک تبدیلی آئی کہ یونیورسٹی کے طلبہ کی یونین میں اخوان کے حامی طلبہ کو اکثریت حاصل ہوگئی۔ بلکہ فلسطینی مصنف ڈاکٹر اسحاق موسیٰ الحسینی کے الفاظ میں: "فواد یونیورسٹی کی یونین پر اخوان چھا گئے تھے"۔ ۱۹۵۱ء میں اس یونیورسٹی کے انتخابات کی پوزیشن یہ تھی:

ایگریکلچرل کالج	تمام نشستیں جن کی کل تعداد ۱۱ تھی اخوانی طلبہ نے حاصل کرلیں
سائنس کالج	تمام نشستیں جن کی کل تعداد ۱۱ تھی، انہوں نے جیت لیں۔
انجینیئرنگ کالج	۱۰ نشستوں میں سے سات
آرٹس کالج	۱۶ نشستوں میں سے گیارہ
لا کالج	۱۰ نشستوں میں سے نو
کامرس کالج	۱۳ میں سے ۹۔

لا کالج ایک وقت میں وفد پارٹی کے حامی طلبہ کا گڑھ تھا۔ مگر اخوانی طلبہ نے وہاں دس نشستوں میں سے نو جیت لیں۔ جب اخوان نے فلسطین کی جنگ میں حصہ لینے کا اعلان کیا تو یہی طلبہ مجاہدین کی اگلی صفوں میں شامل ہوئے۔ اور انہوں نے اخوان کے کیمپوں میں جا جاکر عسکری تربیت حاصل کی۔ برطانوی اخبارات نے بھی اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ طلبہ پر جس تحریک کا سب سے زیادہ اثر تھا وہ اخوان المسلمون کی تحریک تھی۔

ان تعلیم گاہوں سے جب اسلام اور اسلامی نظام کی آواز اٹھی تو اس نے زندگی کے ہر شعبے پر اثر ڈالا۔ اہلِ علم و ادب اس سے متأثر ہوئے۔ قانون کے حلقوں پر اس کا اثر پڑا۔ اور بیس پچیس سال کے اندر اندر مصری معاشرہ کی کایا پلٹ گئی۔ وہ لوگ جن کی تحریریں مغربی افکار و نظریات کی خدمت کے لیے وقف تھیں اور ان کی تنقید کی تان ہمیشہ اسلام پر آکر ٹوٹتی تھی، وہی لوگ ہوا کا رخ دیکھ کر بدل گئے اور ان کے الحاد نواز قلم اسلامی تاریخ و تمدن اور اسلامی نظامِ حکومت و معاشرت کے ثنا خواں بن گئے۔ "حیاتِ محمدؐ" کا

مصنف محمد حسین ہیکل مرحوم اس تبدیلی کی ایک واضح مثال ہے۔ اسلامی کتابوں کی مانگ اس حد تک بڑھ گئی کہ پیشہ ور مصنفوں کے لیے بھی اسلام ہی کا موضوع وقت کی ضرورت تھا۔

جو زبانیں دین و سیاست کی تفریق کا نعرہ بلند کر رہی تھیں، اور اسلام پر کہنگی کا الزام عائد کر رہی تھیں، اور جن کا مطمح نظر معبود وطن کی پرستش کے سوا کچھ نہ تھا، انہی زبانوں سے یہ نغمہ بلند ہونے لگا کہ اسلام عقیدہ بھی ہے اور عبادت بھی۔ وطن بھی ہے اور نسل بھی۔ دین بھی ہے اور ریاست بھی۔ روحانیت بھی ہے اور عمل بھی، قرآن بھی ہے اور تلوار بھی۔" یہ دعوت قوم کے ہر طبقے تک پہنچی۔ شہروں سے نکل کر دیہاتوں میں اس نے فروغ پایا۔ قوم کا ہر فرد کسی نہ کسی حیثیت سے اس سے متاثر ہوا۔ مصر کا نامور ادیب احمد حسن زیات اسی دور کے بارے میں لکھتا ہے

"صرف اخوان المسلمون ہی اس بگڑی ہوئی سوسائٹی کے اندر خالص اسلامی عقیدے اور سچے اسلامی ذہن کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ یہ لوگ دین کو ایک الگ تھلگ صومعہ نہیں سمجھتے اور نہ دنیا کو ایک آزاد اور مستقل بازار تصور کرتے ہیں۔ ان کی نگاہ میں مسجد بازار کا ایک منارہ ہے، اور بازار مسجد کا ایک حصہ ہے۔ وعظ و تذکیر کے لیے ان کے پاس زبان ہے۔ اقتصادی میدان میں ان کے عملی منصوبے نافذ ہیں۔ جہاد کے لیے یہ اسلحہ کی تربیت حاصل کرتے ہیں۔ سیاست میں ان کا مستقل نظریہ ہے۔ ہر شہر کے اندر ان کے پیرو ہیں۔ ہر عرب ملک کے اندر ان کا نفوذ ہے۔ مصر و سوڈان، عراق و شام، یمن و حجاز اور الجزائر و مراکش میں آج جو قومی بیداری نظر آ رہی ہے یہ انہی کی دعوت کی شعاعیں ہیں۔ اور وہ وقت قریب آ رہا ہے کہ یہ غیر معمولی اہمیت اختیار کر جائیں گے"

(الرسالہ، شمارہ ۷ جنوری ۵۲ ء)

فلسطین کے مشہور محقق ڈاکٹر اسحاق موسی الحسینی تحریک اخوان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "سرکاری علماء محض زبانی جمع خرچ کر رہے تھے۔ صوفیاء کا گروہ تنگ نظر روحانیت پرستوں ۔ ۔ ۔ پر مشتمل تھا۔ شبان المسلمین کی تنظیم محض اصلاحی انجمن تھی۔ مصر جس بحران میں مبتلا تھا ہر گروہ اُس کا جزوی علاج تجویز

کر رہا تھا۔ آخر اخوان المسلمون کی تحریک برپا ہوئی اور اس نے خلا کو پُر کر دیا"

اس فکری اور عملی انقلاب کے لیے اخوان نے کیا وسائل اختیار کیے۔ دوسرے لفظوں میں اخوان نے مصری معاشرے کے لیے کیا خدمات سرانجام دیں اُن کا مختصر بیان یہ ہے:

امام حسن البنّا نے محمد محمود پاشا کو جو خط لکھا تھا اُس میں معاشرے کی تمام خرابیوں کی نشاندہی کرنے کے بعد واضح کر دیا تھا کہ ان خرابیوں کے لیے متعدد اصلاحی تدابیر اختیار کی جائیں گی۔ ان میں بنیادی تدبیریں یہ ہوں گی کہ تعلیم و تربیت کے سرچشمے درست کیے جائیں، قانون کی اصلاح کی جائے، منکرات کا سدِباب کیا جائے اور اوقاتِ فرصت کو مفید کاموں میں صرف کیا جائے" چنانچہ اخوان نے امام حسن البنّا کے بیان کردہ انہی خطوط پر اصلاح کا کام شروع کر دیا۔ اخوان کی سرگرمیوں کا سب سے پہلا مظاہرہ وعظ و تذکیر اور فکری اور اخلاقی اصلاح کی شکل میں ہوا تاکہ "پیدائشی مسلمانوں کو شعوری مسلمان بنایا جائے" مزدوروں اور غریبوں کے اندر یہ کام خاص طور پر پھیلا اور "یہ لوگ جوق در جوق اس دعوت کی طرف لپک پڑے۔ اس دعوت میں انہیں بڑی راحت اور سکون نصیب ہوا" اخوان کے یہ تربیتی وعظ چند بنیادوں پر قائم تھے: مثلاً وہ "ناخواندہ آبادیوں کو نماز اور روزے کی تعلیم دیتے اور قرآن کریم کی چند سورتیں یاد کراتے۔ اسلامی دعوت کی حقیقت بیان کرتے اور بتاتے کہ اسلام محض پوجا پاٹ کا نام نہیں ہے بلکہ انسانی زندگی کا مکمل ضابطہ ہے۔ لوگوں کو آداب و اخلاق کا عادی بناتے۔ شریعت کے اوامر و نواہی انہیں سمجھاتے اور ان کی پابندی کرواتے۔ مادہ پرستی کے سیلاب کو روکتے اور یہ بتاتے کہ مشرق کی جدید بیداری میں اسلام ہی کو زندگی کے ہر معاملے کا رہنما ہونا چاہیے۔ زندگی کے معاملات میں لوگوں کے ساتھ عملی تعاون کر کے ان کے سامنے مثالی زندگی کا نمونہ رکھتے"

شروع شروع میں تو ان کے وعظ اور درس مسجدوں میں ہوتے تھے، لیکن جب مختلف شہروں میں ان کی شاخیں کھل گئیں تو انہوں نے اپنی ہر شاخ کو درسگاہ بنا دیا جہاں عوام کو اسلامی طرز زندگی کی تربیت دی جاتی تھی" یہ تربیتی مرحلہ کئی سال تک جاری رہا۔

اربابِ اختیار کو اسلام کی دعوت

اپنی دعوت کے لیے دوسرا وسیلہ جو انہوں نے اختیار کیا وہ ملک کے

ذمہ دار اصحاب کو دعوتی خطوط بھیجنے کا تھا۔ محمد محمود پاشا کے زمانے سے انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا۔ محمد محمود پاشا کو طویل خط لکھا جس میں اُسے اسلامی نظام کے احیاء کی دعوت دی۔ اور چند اصلاحی اقدامات کی طرف توجہ دلائی۔ مثلاً یہ کہ مخلوط اجتماعات کو ختم کیا جائے جن میں مرد اور عورتیں مل کر رقص اور شراب نوشی کرتے ہیں خواہ یہ اجتماعات سرکاری ہوں یا غیر سرکاری۔ وزراء اور حکام کو جوئے اور ریس کے کلبوں اور تفریحی تقریبوں میں شرکت اور اخبارات میں اپنی بیگمات کی تصاویر شائع کرانے سے روکا جائے۔ نماز کے اوقات میں دفتروں میں چھٹی ہو اور سب لوگ نماز ادا کریں۔ حکام کے گھروں میں اسلامی تہذیب کا غلبہ ہو یعنی یہ لوگ انگریزی یا فرنچ کے بجائے گفتگو میں عربی زبان کو استعمال کریں اور بچوں کے لیے غیر ملکی مربیات کے بجائے مصری مربیات رکھیں۔ بدکار سرکاری ملازموں کے خلاف سخت انضباطی کارروائی کی جائے۔

اس خط میں محمد محمود پاشا کو قانونی اصلاح کی دعوت بھی دی گئی اور قانون کو اسلامی قالب میں ڈھالنے کا مطالبہ کیا گیا اور ایک ایسی کمیٹی بنانے کی تجویز پیش کی گئی جو مروجہ قوانین کو اسلامی قانون کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کے لیے غور و فکر کرے۔ ایک خط شاہ مصر، نحاس پاشا اور عرب سربراہوں کو اخوان نے لکھا جس کا آخری جملہ یہ ہے کہ "جو حکومت یا ادارہ ملتِ اسلامیہ کو صحیح اسلامی ترقی سے ہمکنار کرے گا ہم اپنے تمام وسائل اُس کے تصرف میں دینے کے لیے تیار ہیں۔ ہم اُس کے ہر حکم کی تعمیل کریں گے اور کسی قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔" عمر طوسن اور محمد علی توفیق کو خطوط لکھے اور ملک میں سیاسی پارٹیوں نے جو افراتفری برپا کر رکھی تھی اُس کی طرف توجہ دلائی اور قوم کو متحد ہونے کی دعوت دی۔ وزیر قانون احمد خشبہ پاشا کو خط لکھا اور اسلامی قانون کی تنفیذ کا اُس سے مطالبہ کیا۔ نحاس پاشا کو خط لکھا کہ مسلمان ملکوں کے ساتھ مصر کے دوستانہ تعلقات قائم کیے جائیں اور اتحادِ اسلامی اور اسلامی خلافت کے لیے راستہ ہموار کیا جائے۔ ایک اور خط میں نحاس پاشا سے مطالبہ کیا کہ وفد پارٹی اپنے منشور کو اسلامی اصولوں کے مطابق مرتب کرے۔

اخوان کے ان تمام رسائل کا مرکزی نظریہ یہ ہے کہ ملک کے اندر اسلامی حکومت قائم کی جائے اور اسلامی اصولوں کے مطابق معاشرے کی ہمہ گیر اصلاح کی جائے۔ ان رسائل کی عام اشاعت کے لیے اخوان نے

اپنے مرکزی دفتر میں ایک کمیٹی تشکیل کر رکھی تھی جو ان رسائل کی وسیع پیمانے پر نشر و اشاعت کا انتظام کرتی تھی۔

صحافت کے میدان میں

صحافت کے میدان میں بھی اخوان نے قابلِ قدر خدمات انجام دیں۔ مصری صحافت محب الدین الخطیب کے الفاظ میں "ہالی وڈ" کی صحافت میں بدل چکی تھی۔ بیسویں صدی کے اوائل میں گو چند اخبارات ایسے ملتے ہیں جو اسلام کا نام لیتے رہے ہیں مثلاً شیخ علی یوسف کا اخبار المؤید، مصطفیٰ کامل کا اللواء، الرافعی کا الاخبار اور شیخ عبدالعزیز جاویش کا العلم۔ مگر اس کے بعد مصری صحافت پر خالص جاہلیت کا قبضہ تھا۔ آخر کار اخوان نے آکر اس بُت خانے میں توحید کی اذان دی۔ شروع شروع میں تو انہوں نے اپنے مخصوص ماہنامے نکالے۔ مگر ۱۹۴۶ء میں "الاخوان المسلمون" کے نام سے انہوں نے ایک روزنامہ جاری کیا۔ مصر اور دوسرے عرب ممالک میں اسے بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس نے اپنے جرأت مندانہ اداریوں اور بے لاگ تنقیدوں کے ذریعہ سے سرکاری حلقوں میں تہلکہ برپا کر دیا۔ انگریزی استعمار اس کی مقبولیت کو دیکھ کر دانت پیسنے لگا۔ چنانچہ کئی مرتبہ اسے بند کیا گیا۔ اور خاص طور پر جب مصر اور برطانیہ کی گفت و شنید ہوتی تو اس اخبار کی بندش کے بعد اس گفت و شنید کا آغاز کیا جاتا۔ اس کے علاوہ اخوان کی طرف سے کئی ہفت روزہ اور ماہانہ پرچے نکالے گئے۔ مثلاً ماہنامہ المنار، ہفت روزہ التعارف، ہفت روزہ الشعاع، ہفت روزہ النذیر، ہفت روزہ الشہاب۔ ۱۹۴۸ء کے ابتلاء کے بعد انہوں نے المباحث، الدعوۃ اور المسلمون جاری کیے۔ اخوان نے اپنی زوردار صحافت کے ذریعہ سے مصر کی صحافتی زندگی میں انقلاب برپا کر دیا۔ لوگ فحش قصوں اور سنسنی خیز خبروں میں دلچسپی لینے کے بجائے ٹھوس مسائل میں دلچسپی لینے لگے۔

تعلیم کے میدان میں

تعلیم کے میدان میں اخوان نے جو خدمات سرانجام دیں وہ ان کی تمام سرگرمیوں میں سرِفہرست رکھی جا سکتی ہیں۔ اخوان نے متعدد موقعوں پر حکومت کو اسلامی نظامِ تعلیم کی طرف توجہ دلائی۔ انہوں نے تعلیم کے چار مقاصد بیان کیے: صالح نظریہ کی اشاعت، اخلاقِ فاضلہ کا فروغ، ماضی کے ساتھ وابستگی، علمی بنیادوں پر مختلف پہلوؤں میں ماہرین کی تیاری۔ اخوان کی تعلیمی اسکیم کا خلاصہ یہ ہے:

اولاً، مستقل اور پائیدار پالیسی وضع کی جائے جو تعلیم کا معیار بلند کرے اور ان تمام اقسام میں وحدت پیدا کرے جو اغراض و مقاصد کے لحاظ سے ہم آہنگ ہیں۔ قوم کی مختلف ثقافتوں کو ایک دوسرے کے قریب کرے اور تعلیم کے ابتدائی مراحل کو اخلاقی تربیت اور پاکیزہ وطنی روح کی تخلیق کے لیے مخصوص کرے۔

ثانیاً، اسلامی تاریخ اور اسلامی تہذیب و تمدن کی تاریخ پر خصوصی توجہ دی جائے۔

ثالثاً، دینی تعلیم کو تمام تعلیمی مراحل میں بنیادی مضمون کی حیثیت سے پڑھایا جائے۔

رابعاً، لڑکیوں کے تعلیمی نظام اور نصاب پر نظر ثانی کی جائے اور ہر ہر مرحلے پر لڑکوں اور لڑکیوں کے نصاب میں فرق کیا جائے۔

خامساً، ہر ایسے شخص کو تعلیم گاہوں سے دور رکھا جائے جو فساد عقیدہ اور فساد اخلاق میں مبتلا ہو۔

سادساً، سائنسی علوم پر پوری پوری توجہ دی جائے اور مغربی فلسفہ اور مغربی سائنس کا امتیاز واضح کر دیا جائے۔

پہلے تو اخوان نے اپنی تعلیمی اسکیموں کو حکومتوں تک پہنچانے پر اکتفا کیا۔ مگر بعد میں انہوں نے اپنی استطاعت کی حد تک انہیں خود نافذ کرنے کی کوشش کی۔ اس غرض کے لیے انہوں نے ایک بورڈ کی تشکیل کی اور لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے علیحدہ علیحدہ ابتدائی اور ثانوی مدارس اور فنی درسگاہیں قائم کیں۔ ناخواندگی کو ختم کرنے اور عوام کی دینی معلومات بڑھانے کے لیے انہوں نے مدارس کھولے۔ حفظِ قرآن کی درسگاہیں جاری کیں۔ مزدوروں اور فلاحین کے لیے شبینہ مدارس جاری کیے۔ امتحانوں میں ناکام ہونے والے طلبہ کے لیے کئی مرکز قائم کیے جن میں یونیورسٹی کے زیرِ اہتمام کوچنگ کلاسوں کا انتظام تھا۔ کمسن بچے جو مزدوری کی وجہ سے تعلیم سے محروم رہ جاتے تھے ان کی تعلیم و تربیت کے لیے شعبے قائم کیے۔ لڑکوں کی تعلیم کے لیے پرائیویٹ اسکول جاری کیے۔ مدارس امہات المؤمنین کے نام سے لڑکیوں کی تعلیم کا الگ انتظام کیا۔ صنعتی تعلیم کے مراکز قائم کیے۔

الغرض اخوان نے وسیع پیمانے پر تعلیمی مہم کو نافذ کیا۔ ملک بھر میں جہاں جہاں اخوان کی شاخیں تھیں ان میں سے کوئی شاخ ایسی نہ تھی جس کے ماتحت کوئی مدرسہ نہ ہو۔ ان مدارس کی طرف عوام الناس

کا جس قدر رجحان ہوتا تھا اُس کا اندازہ صرف اس سے ہو سکتا ہے کہ تعلیم بالغان کے ایک مرکز میں ۱۷۳ مزدور بیک وقت تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ان مدارس کی پوری تعداد کا شمار مشکل ہے۔ صرف قاہرہ میں ۱۳ تعلیم گاہیں تھیں جن میں ۱۱ کالج تھے۔

خدمتِ خلق | خدمتِ خلق کے میدان میں کئی پہلوؤں سے اخوان نے حصہ لیا۔ اس کام کو منظم کرنے کے لیے انہوں نے "خدمتِ خلق" کے نام سے ایک مستقل شعبہ قائم کیا۔ یہ کام اخوان تحریک کے ابتدائی مرحلہ میں شروع کر دیا گیا تھا۔ نقراشی پاشا کے زمانے میں جب اخوان کو خلافِ قانون قرار دیا گیا اس وقت مصر کے اندر اخوان کے قائم کردہ خدمتِ خلق کے پانچ سو مراکز تھے جن کی نگرانی ۱۹۴۵ء کے قانون کی رُو سے معاشرتی بہبود کی وزارت کرتی تھی۔ یہ مراکز مستحقین کی اشیاء اور نقدی سے امداد کرتے۔ زکوٰۃ و صدقات اور چرم قربانی کی آمدنی سے حاجتمندوں کی ضروریات فراہم کرتے۔ بے روزگاروں کے لیے روزگار مہیا کرتے۔ اور بعض اوقات تھوڑے بہت سرمائے سے ان کو کاروبار پر لگاتے۔ بیماروں کا مفت علاج کرتے۔ غرباء کے لیے سستے داموں پر خوراک کا انتظام کرتے۔ مزدوروں کے حلقے میں تعلیم کا بندوبست کرتے۔ دیہاتی آبادی کی اصلاح اور ترقی کے لیے اخوان نے ایک خاص کمیٹی تشکیل کی۔ دیہاتی بستیوں میں غرباء اور فقراء کی مختلف طریقوں سے مدد کی جاتی اور دیہاتی پنچایتوں کے ذریعہ سے مقامی جھگڑوں کا تصفیہ کرایا جاتا

نحاس پاشا کے دور میں الاخوان جب بحال کر دیئے گئے تو انہوں نے دوسرے پروگراموں کے ساتھ خدمت خلق کا ایک بھاری منصوبہ تیار کیا۔ اس کا آغاز قاہرہ میں ایک مسجد، ایک شفاخانہ، ایک لائبریری اور ایک لیکچر ہال کی تاسیس سے ہوا۔ اسی منصوبہ کے تحت ان تمام مساجد کی دیکھ بھال کا انتظام کیا گیا جو غیر آباد پڑی ہوتی تھیں۔ صرف قاہرہ میں ۲۵ مساجد اخوان کے زیرِ انتظام تھیں۔ ان میں سے بعض مساجد کے تمام مصارف وہ خود برداشت کرتے تھے اور بعض مساجد میں وہ صرف امامت اور خطابت کی فی سبیل اللہ خدمت انجام دیتے تھے۔

مزدوروں اور کاشتکاروں کی خدمت کے لیے اخوان کے مرکز میں مستقل شعبہ تھا جو ان کی مشکلات

اور مسائل حل کرتا تھا۔ ایک لیبر سنٹر کھول رکھا تھا جس میں مزدوروں کو ان کے حقوق و فرائض کی تعلیم اور لیبر قوانین کی تعلیم دی جاتی تھی۔ اس شعبے میں قوانینِ عمّال کے ماہر وکلاء کی ایک ٹیم کام کرتی تھی۔ اسی طرح زراعت کے میدان میں بھی اخوان کی عظیم خدمات تھیں۔ ان کا شعبہ زراعت کاشتکاروں کو کاشت کے جدید طریقوں سے آگاہ کرتا اور زرعی پیداوار کو آفات ارضی و سماوی سے محفوظ کرنے کے طریقے انہیں سکھاتا تھا۔ اخوان کو یہ تمام کام اس وجہ سے کرنے پڑتے تھے کہ حکومت کی طرف سے ان امور پر قطعاً کوئی توجہ نہیں دی جا رہی تھی۔ اور دین کی دعوت کے ساتھ یہ خدمات انجام دینے کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ ملک کے تمام طبقے اس دینی تحریک کا وہ گہرا اور وسیع اثر قبول کر رہے تھے جو خالی خولی وعظوں سے وہ قبول نہ کر سکتے تھے۔

معاشرتی خدمات کے لیے بھی ایک مستقل بورڈ کام کرتا تھا جو معاشرتی امور کے ماہرین اور پروفیسروں پر مشتمل تھا اور وہ معاشرتی بہبود کے منصوبوں کی تنفید اور نگرانی کرتا تھا۔ اخوان اپنے آخری ایام میں قاہرہ کے اُس علاقے میں جسے قدیم مصر کہا جاتا ہے، ایک "نمونہ کا شہر" تعمیر کرنے کے منصوبہ کو عملی جامہ پہنا رہے تھے۔ اس غرض کے لیے انہوں نے زمین خرید لی تھی اور یہاں وہ متوسط اور کم آمدنی رکھنے والے لوگوں کے لیے ایک صاف ستھری بستی بنانا چاہتے تھے۔

اقتصادی میدان میں | اقتصادی پہلو میں اخوان کی خدمات تمام پہلوؤں پر حاوی تھیں۔ قومی اقتصادیات کو مضبوط کرنے کے لیے انہوں نے متعدد کمپنیاں قائم کیں جن کا منافع مضاربت کے اصولوں پر تقسیم ہوتا تھا اور اس منافع میں مزدوروں اور ملازموں کو بھی شریک کیا جاتا تھا۔

۱۔ شرکت معاملاتِ اسلامیہ: چار ہزار پاؤنڈ کے سرمائے سے ۱۹۴۹ء میں اس کا اجرا ہوا۔ اخوان کے باہر کے لوگوں نے بھی اس میں بڑی دلچسپی لی اور چار ہزار پاؤنڈ سے ترقی کر کے اس کا اصل سرمایہ چھبیس ہزار پاؤنڈ تک پہنچ گیا۔ اس کمپنی نے کئی عوامی بسیں جاری کیں۔ تیل سے جلنے والے چولھے بنانے کا کارخانہ قائم کیا جن کی مقبولیت نہ صرف مصر کے اندر بلکہ مصر کے باہر بھی ہوئی۔ اس شرکت نے سیمنٹ کی ایک فیکٹری بھی قائم کی۔

۲۔ شرکتِ عربیہ: ۱۹۴۷ء میں ساٹھ ہزار پاؤنڈ کے سرمایے سے اس کا آغاز ہوا۔ یہ کمپنی ہزاروں پونڈ کی مالیت کے سنگ تراشی کے جدید ترین آلات کی درآمد کرتی تھی۔ جب جماعت کو خلافِ قانون قرار دیا گیا تو اس کے ذخائر لاوارث پڑے رہے اور ہزاروں پونڈ کا خسارہ ہوا۔

۳۔ شرکت پارچہ بافی: ۱۹۴۸ء میں ۸ ہزار پاؤنڈ سے اس کمپنی نے کپڑے بنانے کے کارخانے کا افتتاح کیا۔ اس کارخانے میں ۶۰ کاریگر کام کرتے تھے۔ یہ کارخانہ بہترین پاپلین، ریشمی کپڑا، گبرڈین اور دوسرے بہترین پارچات تیار کرتا تھا جو بازار میں نسبتہً کم داموں پر فروخت ہوتے تھے۔

۴۔ شرکت مطبعہ اسلامیہ: ۷۰ ہزار پاؤنڈ سے اس کا آغاز ہوا۔

۵۔ شرکت جریدۂ یومیہ: ۵۰ ہزار پاؤنڈ اس کا ابتدائی سرمایہ تھا۔ ۵ مئی ۱۹۴۶ء کو اس کی طرف سے ایک روزنامہ کا اجرا ہوا جس نے جنگ آزادی اور اسلامی تہذیب و ثقافت کی ترویج میں قابلِ قدر کارنامے انجام دیئے۔

۶۔ شرکتِ تجارت و اعمالِ ہندسہ: ۱۴ ہزار پاؤنڈ سے یہ کمپنی شروع ہوئی۔ انجینئرنگ اور تعمیرات میں اس نے بڑی شہرت حاصل کی۔

۷۔ شرکت تجاریہ: اس کا مرکز قاہرہ میں تھا۔ اور ملک کے مختلف حصوں میں اس کی شاخیں تھیں۔ یہ امداد باہمی کے اصول پر کام کرتی تھی۔ گھریلو ضروریات سستے داموں فراہم کرتی تھی۔

۸۔ ایڈورٹائیزنگ کمپنی۔

یہی حال اخوان کی طبی خدمات کا ہے۔ صرف قاہرہ میں ۷ شفاخانے تھے۔ اور ایک ہسپتال تھا جس میں مریضوں کو داخل کیا جاتا تھا۔ ان شفاخانوں سے لاکھوں افراد مفت علاج کی سہولتیں حاصل کرتے تھے۔ مختلف امراض کے ماہر اطبا ان شفاخانوں میں بلامعاوضہ یا قلیل معاوضہ پر خدمات انجام دیتے تھے۔

یہ ہے مختصر بیان دنیائے اسلام کی اس عظیم دینی تحریک کی خدمات کا جسے مٹانے اور تباہ کرنے کے لیے مصر کے صدر ناصر صاحب ۱۲ سال سے اپنی تمام قوتیں صرف کر رہے ہیں، اور ان سے بڑھ کر مغربی اور اشتراکی استعمار اور اسرائیل جس کے درپے آزار ہے۔